26

خدائی جماعتوں میں شامل ہونے والوں کو ہر وقت اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے

(فرمودہ 31/جولائی 1953ء بمقام محمد آباد۔ سندھ)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''بارہ بج کر چون منٹ پر عام طور پر یہاں سے گاڑی چلتی ہے۔ اور بارش کی وجہ سے آنے میں بھی دیر ہوگئی ہے اور جانے میں بھی بجائے پانچ سات منٹ میں اسٹیشن پر پہنچنے کے 26,25 منٹ لگ جائیں گے۔ اس لیے میں اختصار کے ساتھ خطبہ پڑھ کر نماز پڑھا دوں گا۔ اور چونکہ ہم نے سفر کرنا ہے اور دوسرے لوگ بھی اردگرد سے آئے ہوئے ہیں اس لیے جمعہ کی نماز کے ساتھ ہی میں عصر کی نماز بھی پڑھا دوں گا۔ اور چونکہ ہم مسافر ہیں میں دوگانہ پڑھوں گا دوسرے دوستوں کو چاہیے کہ وہ بعد میں اپنی نماز مکمل کر لیں۔

محمد آباد کی اسٹیٹ، تبلیغِ اسلام کے ارادہ سے تحریک جدید نے قائم کی ہے۔ اور گورنمنٹ کی جو موجودہ قیمتیں ہیں۔ ان کے لحاظ سے اس کی قیمت بشیر آباد کو ملا کر پچیس لاکھ روپیہ ہے۔ چونکہ ساری زمین یکدم خریدی نہیں گئی بلکہ قسطوں میں ہم نے اس کی قیمت ادا کی ہے۔ اور جب

قسطوں میں قیمت دی جائے تو گورنمنٹ اصل قیمت سے کچھ زائد لیتی ہے اس لیے اس کی قیمت میں ہماری طرف سے تیس لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ دیا گیا ہے۔ یہ روپیہ ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ نے جو نہایت غریبوں کی جماعت ہے دیا ہے۔ کچھ حصہ اس کا ایسا بھی ہے جو لوگوں سے قرض لیا گیا ہے۔ اور کچھ حصہ اس زمین کی آمدن سے بھی ادا ہوا ہے۔ لیکن بہت سا حصہ اُن چندوں سے ہی ادا ہوا ہے جو ہماری جماعت کے دوستوں نے دیئے لیکن پھر بھی ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ قرض ابھی باقی ہے۔ گورنمنٹ کو تو ہم نے تمام روپیہ ادا کر دیا ہے۔ لیکن لوگوں کا ساڑھے آٹھ لاکھ روپیہ ابھی رہتا ہے جو ہم نے ادا کرنا ہے۔ اس کی ادائیگی کے بعد یہ زمین سلسلہ اور تحریک جدید کی ہوگی۔ بہرحال ایک نیک ارادہ کے ساتھ یہ اسٹیٹ بنائی گئی ہے۔ اور جب خدا کے نام سے ایک چیز بنائی جائے تو اُس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے کام بھی ویسے ہی ہونے چاہئیں جیسے خدا والوں کے کام ہوا کرتے ہیں۔

دنیا میں ہر انسان اپنے آقا کی نقل کیا کرتا ہے جو دنیوی آقا کا غلام ہو وہ اُس کی نقل کرتا ہے اور جو کسی نیک انسان کے ماتحت کام کرتا ہو وہ اُس کی نقل کرتا ہے۔ اور جو خدائی جماعت میں شامل ہو وہ خدا کی نقل کرتا ہے۔ اس لیے رسول کریم ﷺ نے مومنوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ **تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ** 1 یعنی اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ پس جو لوگ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوں اُن کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کریں اور اُسی کے اخلاق اپنے وجود سے ظاہر کریں۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ چیزیں جو ابتدائی اخلاق میں سے ہیں یعنی سچائی اور دیانت اور امانت وغیرہ وہ بھی مجھے ابھی لوگوں میں نظر نہیں آتیں۔ خواہ وہ دین کی طرف منسوب ہوں یا خدا تعالیٰ کے خادم کہلاتے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی شخص باہر سے آیا تو کسی نے کہا ان کو حضور سے اِس قدر محبت ہے کہ یہ بغیر ٹکٹ کے ہی گاڑی پر سوار ہو کر یہاں آگئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کے کرایہ کا اندازہ کر کے ایک روپیہ اپنی جیب سے نکال کر دیا اور فرمایا کہ جب آپ واپس جائیں تو ٹکٹ لے کر جائیں۔ کیونکہ گورنمنٹ کو دھوکا دینا بھی ویسا ہی جُرم ہے جیسے کسی فرد کو دھوکا دینا۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اگر میں زید یا بکر کا حق مارلوں تو یہ گناہ ہے۔

لیکن اگر گورنمنٹ کا حق ماریں تو یہ کوئی گناہ نہیں۔اسی طرح دین اگر ہے تو صرف خدا کا۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ متواتر بیان فرماتا ہے کہ دین وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے2 اگر ہم اپنی طرف سے کسی چیز کو دین قرار دے لیں تو ہمارے کہنے سے وہ چیز دین نہیں بن جائے گی۔ہم اگر دین کو سچا سمجھتے ہیں تو صرف اس لیے کہ خدا نے اُسے نازل کیا ہے۔ اگر دین ہمارا بنایا ہوا ہوتا اور ہمیں اجازت ہوتی کہ ہم اپنی طرف سے جو چاہیں دین بنا دیں تو اِس کے بعد اگر ہم حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہہ دیتے تو یہ ہمارے لیے جائز ہوتا۔لیکن اگر دین خدا نے بنایا ہے اور ہم اس کے کسی حکم کے خلاف چلتے ہیں تو یقیناً ہم گناہ کرتے ہیں۔

پس یہاں کے کارکنوں، رہنے والوں اور اردگرد کے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر تقویٰ پیدا کریں۔خدا تعالیٰ کی خشیت پیدا کریں۔نیک نمونہ دکھائیں،اور ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کی کوشش کریں۔اگر ہمارے اندر تقویٰ نہیں اور اگر ہمارا نمونہ اچھا نہیں تو ہم خدا تعالیٰ کے حضور دُہرے مجرم ہوں گے۔وہ یہ نہیں کہے گا کہ فلاں موقع پر چونکہ تم نے دین کو فائدہ پہنچانے کے لیے بددیانتی کی تھی یا سلسلہ کی خیرخواہی کے لیے فلاں دھوکا کیا تھا اس لیے میں تمہیں کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ وہ ہمیں دوسروں سے زیادہ سزا دے گا کہ ایک تو تم نے بددیانتی کی اور دوسرے میرے نام پر کی۔آخر ہم یہ کیا حق رکھتے ہیں کہ جس بات سے خدا نے منع کیا ہے اُس کو دین اور مذہب کی خیرخواہی کے نام سے جائز قرار دے دیں۔جس چیز کو خدا تعالیٰ نے ممنوع قرار دیا ہے وہ بہرحال ممنوع رہے گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جو کچھ کہتا ہے وہی درست ہوتا ہے۔دنیا میں بعض دفعہ کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر کہتا ہے اسے شراب پلاؤ۔اب چاہے وہ شراب پینے سے انکار کرے تیماردار، اسے بہانوں سے شراب دے دیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کی عقل ٹھیک نہیں۔صحیح مشورہ وہی ہے جو ڈاکٹر نے دیا ہے۔مگر کیا ہم خدا تعالیٰ کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ تیری عقل ٹھیک نہیں۔خدا، خدا ہی ہے،اور بندہ، بندہ ہی ہے اور انسانی عقل خدائی علم کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔اگر خدا کہتا ہے کہ ایسا مت کرو اور ہم وہی کام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کے لیے ایسا کرتے ہیں تو اِس کے معنٰی یہ ہیں کہ ہم اپنے نفس کو بھی فریب دیتے ہیں اور خدا اور اُس کے رسول کو بھی بدنام کرتے ہیں۔اگر ایک شخص اپنے لیے حرام خوری کرتا ہے تو وہ بھی گناہ کرتا ہے۔مگر جو شخص خدا کے

نام پر حرام خوری کرتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ خطرناک گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ کیونکہ اِس میں صرف اُس کی اپنی بدنامی ہی نہیں ہوتی بلکہ خدا اور اس کے رسول کی بھی بدنامی ہوتی ہے۔

دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں جنہوں نے لوگوں کو مار مار کر اُن کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ مگر اُن کی وجہ سے اُن کے مذہب کو کوئی بدنام نہیں کرتا۔ لیکن بعض فیجِ اعوج کے مسلمان کہلانے والے بادشاہوں نے جہاد کے نام سے تلوار اٹھائی تو اُن کی وجہ سے اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کو آج تک بدنام کیا جارہا ہے۔ اب مارنے والا بے ایمان کوئی اَور انسان تھا مگر الزام ہمارے آقا پر آ گیا۔ اُس بے ایمان نے اپنے نفسانی جوش کی وجہ سے خون ریزی کی۔ مگر چونکہ اُس نے دین کا نام لے کر خون ریزی کی اور کہا کہ میں اسلام اور رسول کریم ﷺ کے حکم کے ماتحت ایسا کررہا ہوں اس لیے اسلام بدنام ہو گیا۔ حالانکہ اسلام میں ایسے اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھانے والے لوگ بھی گزرے ہیں جنہوں نے خود تکلیفیں اٹھا کر معاہدات کی پابندی کی اور دشمن کے ہر قسم کے مظالم کے باوجود اُن سے حُسن سلوک کیا۔ لیکن اُن کی نیکیاں بھی ان بے ایمانوں کی وجہ سے چُھپ گئیں۔ جو کچھ ابوبکرؓ نے کیا، جو کچھ عمرؓ نے کیا، جو کچھ عثمانؓ نے کیا، جو کچھ علیؓ نے کیا اور جو کچھ بنوامیہ کے کئی بادشاہوں نے کیا اور بنوعباس کے کئی بادشاہوں نے کیا بلکہ ان کے بعد بھی مختلف ملکوں کے مسلمان بادشاہوں نے کیا وہ ان کے اخلاق اور حُسنِ کردار کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ انہوں نے اپنے دشمن سے جو سلوک کیا آدم سے لیکر آج تک کسی بادشاہ کے متعلق یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ اُس نے ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہو۔ لیکن اُن کی نیکیاں بھی چُھپ گئیں۔ کیونکہ بعض بے ایمانوں نے خدا کے نام پر لڑائیاں کیں اور جہاد کے نام پر فساد کئے اور خدا کے نام پر لوگوں کی گردنیں اڑانا جائز قرار دے دیا۔ اگر وہ یہ کہہ کر لوگوں کی گردنیں اڑاتے کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ گردنیں اُڑائیں تو یہ زیادہ بہتر ہوتا۔ آخر ہندوؤں نے لوگوں کی گردنیں اڑائیں ہیں یا نہیں؟ عیسائیوں نے گردنیں اُڑائیں ہیں یا نہیں؟ لیکن باوجود اِس کے کہ عیسائیوں نے بہت زیادہ ظلم کیے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں مسلمانوں نے تیرہ سو سال میں اُتنا ظلم نہیں کیا جتنا عیسائیوں نے صرف ایک صدی میں کیا ہے پھر بھی عیسائیت بدنام نہیں ہوئی۔ کیونکہ عیسائی یہ کہا کرتے تھے کہ ہماری طبیعت چاہتی ہے کہ ہم ایسا کریں۔ اور مسلمان یہ کہا کرتے تھے کہ ہم خدا اور اُس کے رسول کے حکم

کے ماتحت ایسا کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی مذہب بدنام نہ ہوا کیونکہ لوگوں نے کہا یہ اُن کا ذاتی فعل تھا۔ لیکن خدا اور اُس کا رسول بدنام ہو گئے۔ غرض خدا کے کام میں اگر غلطی ہو جائے تو زیادہ بدنامی کا موجب ہوتی ہے۔

اِسی طرح خدا کی جماعت میں شامل ہو کر اگر کوئی غلطی کی جائے تو وہ غلطی بھی زیادہ بدنامی کا موجب ہوتی ہے۔ غیر احمدی سو میں سے ننانوے نماز نہیں پڑھتا اور سب مسلمان اس کو برداشت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ایک احمدی بھی نماز نہیں پڑھتا تو سب لوگ کہنے لگ جاتے ہیں کہ تم میں اور ہم میں فرق کیا ہے۔ اگر ہم نماز نہیں پڑھتے تو فلاں احمدی بھی نماز نہیں پڑھتا۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارا سو میں سے ایک نماز نہیں پڑھتا اور غیر احمدیوں کے سو میں سے ننانوے نماز نہیں پڑھتے ۔ وہ صرف اتنا دیکھتے ہیں کہ یہ اپنے آپ کو ایک خدائی جماعت کی طرف منسوب کرتا ہے اور پھر نماز نہیں پڑھتا گویا اس ایک کا فعل ساری جماعت کو بدنام کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے کام میں حصہ لینے والوں اور خدائی جماعتوں میں شامل ہونے والوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور ان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیں اور دیکھتے رہیں کہ انہوں نے کوئی ایسا قدم تو نہیں اٹھایا جو خدا اور اس کے رسول کو بدنام کرنے والا ہو۔

پھر خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ وہ اپنی حفاظت شاملِ حال رکھے۔ انسانی عقل چونکہ کمزور ہے اس لیے زندگی میں وہ کئی دفعہ غلطی بھی کر بیٹھتا ہے۔ مگر اس کی بدنامی بعض دفعہ سو سو سال تک چلتی چلی جاتی ہے۔ اس کا علاج صرف دعا ہے۔ سورۃ فاتحہ جو ہم روزانہ پڑھتے ہیں اس میں بھی یہی دعا سکھلائی گئی ہے کہ الٰہی! میں کمزور ہوں، مجھ سے غلطیاں بھی سرزد ہوں گی اور کمزوریاں بھی ظاہر ہوں گی۔ مگر تُو ایسے مواقع پر اپنے فضل سے میرے ہاتھ کو روک لیا کر تا کہ میں کسی گڑھے میں گر کر تباہ نہ ہو جاؤں۔ چونکہ اصل علمِ غیب رکھنے والا خدا ہی ہے اس لیے مومنوں کو اس سے دن رات دعائیں کرنی چاہیں کہ ہم کوئی ایسی غلطیاں نہ کر بیٹھیں جو سلسلہ کی

بدنامی کا موجب ہوں۔ اگر کوئی اَور شخص غلطی کرے گا تو اس کا الزام صرف اُس پر آئے گا۔ لیکن اگر ہم غلطی کریں گے تو خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی بدنامی ہوگی۔ پس اول تو تمہیں اپنی عقل سے کام لینا چاہیے اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ خود تمہیں ہدایت دے اور غلط رستوں پر چلنے سے بچائے۔" (الفضل 26 ستمبر 1953ء)

1: تفسیر روح البیان. سورۃ الاعراف زیرآیت 180 وَلِلّٰهِ الاسماء الحسنیٰ جلد 3 صفحہ 283 مطبعہ عثمانیہ 1330ھ

2: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (المائدۃ:16)

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ (آل عمران:84)

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران:85)